27120-کیا شادی مقدم کی جائے یا حج ؟

سوال

آدمی کے لیے بہتر اور افضل کیا ہے کہ اس کے پاس جومال ہے اس سے وہ فریضہ حج ادا کرے یا اپنی شادی ؟ کیونکہ یہ وقت پرفتن ہے اور انسان کو اس میں پڑنے کا خدشہ ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ

اگر کسی شخص کو شادی کی ضرورت ہو اور شادی لیٹ
کرنے میں مشقت پیدا ہوتی ہو تو اس حالت میں شادی مقدم کی جائے گی ۔

لیکن جب وہ شادی کا محتاج نہیں تو اس حالت میں فریضہ حج کی ادائیگی مقدم ہوگی ۔

ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ تعالی اپنی کتاب المغنی میں کہتے ہیں :

(اگر وہ نکاح کا محتاج ہو اور اسے اپنے آپ پر مشقت میں پڑنے کا خدشہ ہو تو شادی
مقدم کرے کیونکہ یہ اس پر واجب ہے اور اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں کیونکہ یہ نفقہ
اور خرچہ کی مانند ہے ، لیکن اگر یہ خدشہ نہ ہو تو حج مقدم کرے گا کیونکہ نکاح نفلی ہے
لھذا فریضہ حج پر اسے مقدم نہیں کیا جائے گا)

دیکھیں : المغنی لابن قدامہ (12/5) اور المجموع للنوی بھی دیکھیں (71/7)

۔

اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالی سے مندرجہ ذیل سوال کیا گیا :

کیا صاحب استطاعت شخص کے لیے حج کو شادی کے بعد تک کے لیے موخر کرنا جائز ہے ؟ اس
لیے کہ اس دور میں نوجوان نسل کو بہت خواہشات اور چھوٹے بڑے فتنے درپیش ہیں ؟

شیخ رحمہ اللہ تعالی کا جواب تھا :

اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ شھوت وخواہش کے ہوتے ہوئے انسان کے لیے حج سے زیادہ
شادی کرنا اولی اور بہتر ہے ، کیونکہ جب انسان کو بہت زیادہ خواہش ہو تو اس وقت اس کا
شادی کرنا اس کی ضروریات زندگی میں شامل ہوتا ہے لھذا یہ کھانے پینے کی طرح ہوگا ۔

لهذا جو کوئی بھی شادی کرنے کا محتاج ہو اور اس کے پاس مال بھی نہ ہو اسے بھی اسی طرح زکاۃ دی جائے گی تاکہ وہ شادی کر سکے ،جس طرح ایک فقیر اور محتاج شخص کو کھانے پینے اور لباس پہننے کے لیے زکاۃ دی جاتی ہے ۔

تو اس بنا پر ہم یہ کہیں گے کہ : جب کوئی شخص شادی اور نکاح کرنے کا محتاج ہو تو اسے شادی حج پر مقدم کرنی چاہیے کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی نے فریضہ حج کے وجوب کے لیے استطاعت کی شرط لگاتے ہوئے فرمایا ہے :

{اور لوگوں پر اللہ تعالی کے لیے بیت اللہ کا حج کرنا فرض ہے جو بھی وہاں تک جانے کی طاقت واستطاعت رکھے} آل عمران (97) ۔

لیکن وہ شخص جو نوجوان بھی ہو اور اس سال یا آئندہ برس اس کے لیے شادی کرنا بھی اہم نہ ہو تو ایسے شخص کو حج مقدم کرنا چاہیے ، کیونکہ ایسی حالت میں نکاح کو مقدم کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے ۔ اھ

دیکھیں : فتاوی منار الاسلام (2/375) ۔

واللہ اعلم .